مولانا فراہی کی تصنیف ''فی ملکوت اللہ'' کا تجزیاتی مطالعہ

زبیر عالم اصلاحی

علامہ حمید الدین فراہیؒ (م ۱۹۳۰ء) بیسویں صدی عیسوی کی ایک عبقری شخصیت تھے، انھوں نے قرآن کریم کے مختلف پہلوؤں پر تفکر و تدبر میں اپنی پوری زندگی صرف کردی، واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے فکر ونظر کا مرکز ومحور اسی آخری آسمانی کتاب کو بنایا تھا، چنانچہ ان کی ساری علمی تحقیقات اور فکری کاوشیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ انھوں نے بنی نوع انسان کے تمام مسائل کے حل کے لیے قرآن کریم کو شاہ کلید قرار دیا۔ اس کی روشنی میں علوم قدیمہ کی تجدید اور علوم جدیدہ کی تطہیر کا بیڑا اٹھایا۔ ان کی تمام علمی وفکری کاوشوں میں ایک گہرا جذبۂ اصلاح کام کررہا تھا، وہ عملی اصلاح سے پہلے فکری اصلاح کو ضروری سمجھتے تھے اور اس کی بنیاد انھوں نے قرآن کریم پر رکھی تھی، وہ مسلمانوں کے تمام علوم و افکار کا جائزہ لے کر ایک طرف تو یہ چاہتے تھے کہ ان میں جو باطل تصورات ونظریات گھس چکے ہیں ان کو بے دخل کریں اور دوسری طرف ان کی کوشش یہ تھی کہ زندگی کے تمام پہلوؤں اور اس کے تمام مسائل پر غور کرنے کے لیے قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کی راہیں کھول دیں۔

چونکہ مولانا کا خیال تھا کہ: ''اگر فہم قرآن کی راہ کھل گئی تو اللہ تعالیٰ صحیح اسلامی طریق پر کام کرنے کے لیے راہیں بھی کھول دے گا''[1] انھوں نے عملی سیاست میں تو کبھی حصہ نہیں لیا لیکن فکری طور پر ان کے اندر قائدانہ صلاحیت موجود تھی، اور عالمی سیاست اور قرآن مجید کے تصور سیاست وحکومت پر ان کی گہری نظر تھی، سیاسی افکار ونظریات ان کی تحریروں میں جابجا نظر آتے ہیں۔ ان کی تفسیر سورہ عصر کی بنیاد ہی خلافت پر ہے، انھوں

نے لفظ 'وَتَواصَوا' سے خلافت کا وجوب انتہائی مدلل انداز میں ثابت کیا ہے، رقم طراز ہیں: ''مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عمل صالح کریں اور پھر ادائے حقوق کے معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور چونکہ ادائے حقوق بغیر خلافت و سیاست کے ناممکن ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ خلافت قائم کریں اور خلافت کا قیام چونکہ اطاعت امیر پر منحصر ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کے اندر اطاعت بھی موجود ہو۔[۲] علم سیاست پر مولانا فراہی کا باضابطہ ایک رسالہ ''فی ملکوت اللہ'' کے نام سے ہے۔ گوکہ اپنی اکثر تصانیف کی طرح وہ اس کتاب کو بھی اپنے منصوبے اور خاکہ کے مطابق مکمل نہیں کر سکے تاہم اس نا تمام تصنیف میں پائے جانے والے متفرق مباحث اور اشارات کے ذریعہ علامہ کے سیاسی افکار و نظریات کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ رسالہ دراصل مولانا فراہی کی تفسیر نظام القرآن کے مقدمہ کا ایک حصہ ہے''[۳] بڑی تقطیع کے ۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں دائرہ حمیدیہ (مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ) سے پہلی بار شائع ہوا، دائرۂ حمیدیہ کے قیام کے بعد جن کتابوں کو ترجیحی بنیادوں پر چھاپنا مقصود تھا ان میں سے ایک یہ رسالہ بھی تھا۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ماہنامہ 'الاصلاح' کے فروری ۱۹۳۶ء کے شمارے میں لکھا تھا:

''لیکن خاصۃً ان کی دو عظیم الشان تصنیفوں، ملکوت اللہ اور کتاب الحکمہ کا مقصد ہی سنن الہیہ اور نظام اسلام کو آشکار کرنا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر یہ دونوں کتابیں شائع ہو جائیں تو عقل و دین کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ جائے اور جو لوگ اسلام سے اس لیے بدگمان ہے کہ وہ عقل کے خلاف ہے وہ اس سے اس لیے محبت کرنے لگیں گے کہ عقل انسانی کی معراج وہی ہے، اور پھر اس کی ان تمام جزئیات کے محاسن بے نقاب ہو جائیں گے جو ان کو بالکل خلاف عقل بے حکمت نظر آتی ہیں۔ اس لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ان دونوں کتابوں میں سے کم از کم ملکوت اللہ جلد سے جلد شائع کر دی جائے''[۴]۔ ۱۹۳۶ء میں جس کتاب کے چھاپنے کا ارادہ کیا گیا تھا وہ تقریباً ۳۵ سال بعد ۱۹۷۱ء/ ۱۳۹۱ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد غالباً دوبارہ شائع نہیں ہو سکی۔

رسالہ فی ملکوت اللہ کا موضوع اسلامی اور قرآنی سیاست ہے اس میں مولانا نے قرآن کریم کی روشنی میں علم سیاست کے نفع بخش پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں علم سیاست کی کیا اہمیت ہے؟ قدیم و جدید نظام سیاست وحکومت اور قرآنی نظام سیاست وحکومت میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے؟ قدیم اور جدید نظاموں کی ناکامی کے کیا اسباب ہیں۔ اقتدار اعلیٰ کس کے پاس ہو؟ خارجہ پالیسی کس طرح تشکیل دی جائے؟ قوموں اور ملتوں کے ساتھ روابط کی نوعیت کیا ہو؟ قرآنی سیاست پر عمل پیرا ہوکر کس طرح معاشرتی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے؟ اور لوگوں کے جذبات و احساسات کے پیش نظر ماحول، سوسائٹی میں کس طرح عدل و انصاف قائم کیا جاسکتا ہے؟ اور معاشرے کو کس طرح امن وسکون کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے؟

کائنات کی تمام اشیاء اور تمام مخلوقات کو بیدار کرنے والا اللہ ہے اور وہی اس نظام کو چلانے والا ہے (یدبر الامر من السماء الی الارض ۔سورہ السجدہ:۵/آسمان سے زمین تک دنیا کا انتظام وہی کرتا ہے) حقیقی فرمانروا اور حاکم وہی ہے۔ اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ کا ہے۔(ان الحکم الا للہ أمر ألا تعبدوا إلا ایاہ ۔سورہ یوسف:۴۰/حکومت صرف اللہ کی ہے اس نے حکم دے رکھا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو) اللہ تعالیٰ کی فرمارروائی کے کچھ قوانین اور خاص خطوط تا قیامت تبدیل نہیں ہوسکتے، حکومت تکوینی ہو یا تشریعی دونوں کا محور خالق کائنات ہی کی ذات ہے اس لیے تمام مخلوقات پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حکومت تکوینی کی طرح احکام تشریعی بھی نافذ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین کے نفاذ اور اسلامی ریاست کا مطلوب ومقصود قلوب انسانی میں نمایاں تبدیلی اور ظاہر وباطن کی مکمل تطہیر ہے۔

رسالہ کے شروع میں مولانا نے یہ شکوہ بھی کیا ہے کہ ہمارے علماء دین نے اس اہم ترین موضوع پر اور اس صفت کے معنی ومطالب اور مقتضیات کی توضیح وتبیین پر وہ توجہ نہیں کی جس کی ضرورت تھی جب کہ ''ملکوت کا مسئلہ قرآنی علوم کی اہم معرفتوں کا جامع ہے، ان علوم قرآنیہ سے کوئی طالب علم اسی وقت روشناس ہوسکتا ہے

جب وہ اس نقطۂ جامعہ یعنی حاکمیت الٰہ پر اپنی توجہ مرکوز کرے جس سے قرآنی علوم کی نہریں اس طرح پھوٹتی ہیں گویا پانی کے ذخیرے سے بھرے ہوئے کسی چشمہ سے نکل رہی ہوں''۔[۵]

علم سیاست کے فوائد

مولانا نے علم سیاست کے فوائد بیان کرتے ہوئے حسب ذیل امور پر روشنی ڈالی ہے:

(۱) اس سے دنیا کی تاریخ کا شعور بیدار ہوتا ہے، انسان کو سکون قلب نصیب ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کن کن امور میں خیر کا پہلو ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دین اسلام کی تاریخ کی حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے اور ہر عہد میں اللہ کے نیک بندوں کے لیے بشارت ثابت ہوتی ہے۔ (۳) علم سیاست اسلامی احکام کی فہم و معرفت اور اس کی حکمتوں اور حقائق کی تشریح میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ (۴) انجیل کی تفسیر و توضیح میں بھی یہ علم معاون ہے۔ (۵) معیاری اور اچھی سیاست اصلاً دینی سیاست کے موافق ہے۔ (۶) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت عدل و انصاف کا کامل نمونہ ہے اور تشریعی اعتبار سے دین اسلام مکمل ہے۔ (۷) یہ علم یہ جاننے میں بھی معاون ہے کہ ہدایت و ضلالت، رحمت و نقمت، رضامندی و ناراضگی اور زجر و توبیخ کے باب میں بندوں کے ساتھ اللہ کا کیا معاملہ رہا ہے۔ (۸) اس علم کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ کی مختلف صفات، بادشاہت، عدل، رحمت و حکمت کے توسط سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ (۹) علم سیاست دین و دنیا کے باہمی تعلق کا ایک ذریعہ ہے جس کو خودسر اور بندگان ہوس تسلیم نہیں کرتے، ان کے نزدیک دونوں جداگانہ عمل ہیں۔[۶]

اقتدار اعلیٰ کا تصور

اس کتاب کے جامع اور مرتب مولانا بدالدین اصلاحی نے کلمۃ الجامع کے عنوان کے تحت اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

ولاشك ان علم الملكوت كما قال استاذنا الامام رحمة الله: من اعظم المعارف القرآنية واهمها، لايستقيم الدين الحق ولا يطمئن القلب والعقل الا بها. وهي معرفة ملكوت الله وعدله وان الله حاكم في الارض والسماء، وليس شيئ خارجاً عن ملكه، وكل شيئ يجري حسب رضاه واذنه تصريفه ولاشك ان الإيمان بصفاته تعالىٰ من كمال قدرته واحاطة علمه، وحبه العدل والحق، لايدع محلا للشك في ان كل شيئ يجري حسب حكمه وحكمته، ولاتصرف في الارض ولا في السماء لاحد على ضد حكومته۔ے

اس میں کوئی شک نہیں جیسا کہ استاذ امام فراہیؒ نے فرمایا ہے کہ خدائی اقتدار کا علم قرآن مجید کے عظیم ترین واہم ترین معارف میں سے ہے جس کے بغیر نہ تو دین درست ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی چیز سے عقل و قلب مطمئن ہوسکتے ہیں اور یہی اللہ کا اقتدار اعلیٰ اور اس کا نظام عدل ہے اور اللہ ہی زمین وآسمان کا حاکم ہے اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی حکومت سے باہر نہیں ہے اور ہر چیز اسی کی مرضی اور اسی کے تصرف سے چل رہی ہے، بے شک صفات خداوندی یعنی اس کی قدرت کاملہ، وسعت علم و عدل پر ایمان لانے کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت، حکمت اور اس کے تصرف میں کسی کو شک وشبہ نہ ہو اور اس میں بھی کسی کو شبہ نہ ہو کہ آسمان وزمین میں کسی کو بھی خدا کی حکمت کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق ہے۔

امام فراہیؒ فرماتے ہیں:

اعلم ان جماع علوم دين معرفة الرب تعالىٰ بصفاته الكاملة، واهمها تفرده بالملك، فلا نذعن لسواه، وملكه بالعدل

تمام دینی علوم و معارف کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کی صحیح معرفت حاصل ہو اور اس کی اہم ترین صفت یہ ہے کہ وہ تنہا حاکم ہے، اس لیے

والرحمة– والمعاد مبنی علی ملکه وعدل. والنبوة من ملکه ورحمته وعدله، وتاخیر المعاد لحکمته وحلمه. ورسالة محمد (ﷺ) کما النبوة – وتمام الرحمة والعدل فی الدنیا کافلة باتمامها فی الآخرة،فهی صورة ملکوته کما ان احوال وقائع الدنیاصورة ملکوته المبنی علی اصول الحکمة والعدل والرحمة والتربیة، والغافلون لایرونها. فاحتجنا الی کشف الحجب عن ملکوت الله تعالیٰ ...۸

ہم اس کے سوا کسی حاکم کی اطاعت نہیں کرسکتے، اس کی بادشاہی عدل و رحمت پر مبنی ہے، آخرت بھی اس کی حکومت اور اس کے عدل کا تقاضا ہے اور نبوت بھی اس کی حکومت، رحمت و عدل کا مقتضی ہے۔ معاد کی تاخیر بھی اس کی حکمت اور حلم کی وجہ سے ہے، اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت جو کہ کمال نبوت اور دنیا میں تکمیل عدل ورحمت الٰہی ہے وہ درحقیقت آخرت میں اس کے عدل ورحمت کے اتمام کی ضامن ہے، نیز دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے تمام احوال و آثار سے اللہ تعالیٰ کے اقتدار کا ظہور ہوتا ہے، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکمت، عدل، رحمت اور ربوبیت پر مبنی ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش لوگ سمجھ نہیں پاتے ہیں اس لیے ہمیں ضرورت ہوئی کہ اس پر پڑے ہوئے دبیز پردوں کو ہٹادیں۔

ملکوت اللہ کا اثبات عقل ونقل کی روشنی میں

مولانا نے حاکمیت الہ کے نظریہ کو بیان کرنے کے لیے یہ آیتیں بیان کی ہیں:

لَـهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ (البروج/۹)

زمین وآسمان کی سلطنت کا مالک وہی ہے اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الملک/۱)

نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

سورۃ الحدید میں ارشاد ہے:

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ. لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ. یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَھُوَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (الحدید/۱-۶)

اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے اور وہی زبردست اور دانا ہے اور زمین آسمان کی سلطنت کا مالک وہی ہے، زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہی اول بھی ہے اور آخر بھی وہی ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی۔ اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے، وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو، جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے، وہی زمین و آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اور تمام معاملات فیصلے کے لیے اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں میں چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

ان آیتوں کے علاوہ دسیوں آیتوں میں اللہ کی حاکمیت کا نظریہ بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ نظریہ اسلام کے نظریۂ عقیدہ کا فطری نتیجہ ہے اور نظریہ عقیدہ اسلام

کی اساس ہے۔ یہیں سے اسلام کے نظریۂ عقیدہ اور نظریہ شریعت (قانون) کا محکم ربط ظاہر ہوتا ہے اور یہ ربط نا قابل انفصال ہے، اس محکم ربط کے بغیر عقیدہ ایک مردہ بے جان چیز بن کر رہ جاتا ہے، جس کا لوگوں کی زندگیوں اور انسانی معاشروں میں کوئی اثر نہیں ہوتا اور اسی کے نتیجے میں جو نظام ہائے زندگی ربانی ہدایت کے بغیر انسانی زندگی پر حکومت کرتے ہیں وہ نفسانی خواہشات اور شہوات کے محرکات کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ مولانا نے اپنی کتاب میں حاکمیت الٰہ کے تصور کو انسان کے عقیدے سے جوڑا ہے اور فرمایا:

فهذه عقيدة اتفق فيها العقل والوحى، وانما لم نذكر دلائل العقل لوضوحها، فان الايمان بصفاته تعالىٰ من كمال قدرته واحاطة عمله وحبه العدل والحق لا يدع محلا للشك فى ان كل شئ يجرى حسب حكمه وحكمته ولا تصرف فى الارض ولا فى السماء لأحد على ضد حكومة الله تعالىٰ۔[9]

یہ ایسا عقیدہ ہے جس پر عقل اور وحی دونوں متفق ہیں، ہم نے عقلی دلائل کو اس لیے یہاں بیان نہیں کیا ہے کہ وہ بالکل واضح ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس کے علم وسیع اور اس کی پسندیدگی حق و عدل جیسی صفات پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا ہے کہ اس امر میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جائے کہ ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی حکومت اور حکمت حاوی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کے خلاف کوئی دوسرا آسمان و زمین میں تصرف کر ہی نہیں سکتا۔

خلافت

خلافت وہ عمومی ریاست ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں اقامت دین اور دنیا کے نظم ونسق کے لیے قائم کی جاتی ہے، انسانی حکومت کی صحیح صورت یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کی قانونی بالادستی تسلیم کر کے اس کے حق میں حاکمیت سے الگ ہو جائے اور حاکم حقیقی کے تحت خلافت کی حیثیت قبول کرے، اس حیثیت میں اس کے اختیارات خواہ تشریعی ہوں یا عدالتی یا انتظامی لازماً حدود سے محدود ہوں گے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں:

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (ص/۲٦)

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا لہٰذا تم حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے۔

ایک دوسری جگہ ہے:

لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ (النحل/۳٦)

ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں، ان کو یہی ہدایت دی گئی کہ وہ صرف خدا کی عبادت کریں اور طاغوت سے اجتناب کریں۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الجاثیہ/۱۸)

پھر ہم نے آپ کو واضح شریعت پر قائم کیا لہٰذا اس کی اتباع کریں اور نادان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کریں۔

تِلْكَ حُدُودُ اللّهِ فَلاَ تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (البقرہ/۲۲۹)

یہ اللہ تعالیٰ کے قوانین ہیں، اس سے تجاوز نہ کرو، جو اس سے تجاوز کریں گے ظالم ٹھہریں گے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے علاوہ قرآن کریم میں متعدد آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا حاکم حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کائنات میں صرف اسی کا قانون چلے گا اور اس کو نافذ کرنے کے لیے جو لوگ جدوجہد کریں گے وہ خلیفہ کہلائیں گے، وہ حکومت کا صدر یا بادشاہ اور قوم کا امام اور خلیفہ ہے۔ ان کی ذمہ داری امانت اور خلافت کی ہے، وہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق قانون نافذ کرنے کے مجاز ہوں گے بلکہ حاکم حقیقی کی جانب سے تفویض کردہ احکام وقوانین کو نافذ اور جاری کریں گے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ خلیفہ کے فرائض پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''خلافت نبوت کی حیثیت سے امامت دراصل عمومی اقتدار کا نام ہے جس کا مقصد مذہبی علوم کی تجدید، شعائر اسلام کا قیام اور فوجوں کی تنظیم اور

عسکریوں کی تنخواہ ادا کر کے اور فئے تقسیم کر کے جہاد کی اقامت، عدل و انصاف قائم کرنا، حدود نافذ کرنے، ظلم وستم کا خاتمہ کرنا اور معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا ہے۔''

مقاصد خلافت

خلافت کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا فراہی ''**بناء الخلافة علی المعاهدة**'' کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

لما كانت الخلافة تاليف الناس بهيأة وحدانية، حتى يكون لهم قلب واحد وتجتمع قواهم على اراداتهم وتتجه اراداتهم الى مصالح عمومية، فلا يبقى فيهم تصادم وتناقض وبذلك تزداد مصالحهم، وتشد قواهم، وتبقى حريتهم، ويعلو كلمتهم، وستموا أخلاقهم، وتتسع بركتهم ليكون وجودهم رحمة للخلق وبركة على الأرض، كانت هي أعظم خير او اتم نعمة لهم فلا بد أن تجتهدوا لها كل الاجتهاد وتكون هي نصب عيونهم، وقبلة همتهم، ووجب عليهم أن يعطوا لها اكرم وانفس مالديهم۔[۱۰]

خلافت کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو باہم جوڑ کر ایک قالب بنادے تاکہ ان سب کے دل ایک ہوجائیں، ان کی قوتیں ان کے مقصد زندگی میں صرف ہونے لگیں اوران کے سارے کام اجتماعی مفاد کے لیے ہونے لگیں، یہاں تک کہ ان کے درمیان کسی طرح کا نزاع اور تصادم راہ نہ پاسکے،اس اتحاد وہم آہنگی کے ذریعہ ملت کے مفادات محفوظ ہوں گے، ان کی قوتیں بڑھتی چلی جائیں گی اوراس کے ذریعہ ان کی آزادی محفوظ ہوسکے گی اور دبدبہ ترقی کرے گا۔ ان کے اخلاقی رویے ارتقاء پذیر ہوں گے اور برکتیں نازل ہوں گی اور یہ چیز خلق خدا کے لیے رحمت ثابت ہوگی اوریہی سب سے بڑی نعمت اور برکت ہے اس لیے ضروری ہے کہ تمام افراد ملت خلافت اسلامی قائم کرنے کے لیے مکمل جدو جہد کریں اور یہی ان کا نصب العین اور منتہائے نظر بنے اور یہ بھی ضروری ہے کہ لوگ اس مقصد کے لیے اپنی عزیز ترین متاع قربان کردیں۔

استحقاق خلافت

قرآن مجید واضح طور پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو خلافت اہل ایمان کو عطا کی ہے وہ عمومی خلافت ہے، کسی شخص یا خاندان یا نسل یا طبقہ کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ اہل ایمان میں سے ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار اور اس کا مستحق ہے بشرطیکہ وہ پابند شرع ہو، تقوی و طہارت کے ساتھ دور اندیش، باریک بیں، معاملہ فہم، خلق خدا کے حق میں ہمدرد، مخلص اور عدل و انصاف کا علم بردار ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الَّـذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِيْ الْأَرْضِ أَقَامُوا الـصَّلَاةَ وَآتَوُا الـزَّكَـاةَ وَأَمَرُوا بِالْـمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (الحج ر۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

امام فراہیؒ استحقاق خلیفہ پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان الحاکم علیهم من هو خیرهم. اعلمهم بالتدبیر. واتقاهم لله واقواهم فی العزم. فلذلک الذین یعینونه بالمشورة ویساعدونه بانفاذ الامور. وهؤلاء هم اهل الحل والعقد وموضع السر والرای"۔[11]

امت کا خلیفہ وہ ہوگا جو ان میں سب سے اچھا، سب سے زیادہ انتظامی صلاحیت رکھنے والا، سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ باعزم و ہمت ہو۔ اسی لیے وہ لوگ جو اس کو اپنے مشوروں سے نوازیں اور معاملات کو نافذ کرنے میں اس کی مدد کریں وہی لوگ اہل حل و عقد اور خلیفہ کے رازداں ہوتے ہیں۔

مزید آگے لکھتے ہیں:

ولا يكون احد من اولى الامر الا بما ظهر من صالح اعماله، فاذ عن له الناس طوعاً، و عظموه حباً، واعتمدوا على رأيه مصلحة، فجعلوه وكيلا فى اكبر الامور وهو انتخاب الامير فانه أمر ذو خطر عظيم ومع ذلك صعب جدا والقرآن هدى الى كل ماذ كرنا، وعمل السلف به فصار لناسنة. ۱۲

کوئی آدمی حاکم اسی وقت ہوسکتا ہے، جب اس کی طرف سے اعمال صالحہ ظاہر ہوتے ہوں اور لوگ بہ خوشی اس کی اطاعت کے لیے تیار ہوں اور محبت کی بنا پر اس کی تعظیم کرتے ہوں، اس کی رائے پر کلی اعتماد کرتے ہوں اور اسے اپنے اکثر و بیشتر معاملات میں اپنا ذمہ دار بناتے ہوں۔ کیوں کہ خلافت و حکومت بہت اہم چیز ہے اور ان تمام باتوں کی طرف قرآن میں ہدایات موجود ہیں۔ اسلاف نے بھی اسی پر عمل کیا ہے، چنانچہ یہ ہمارے لیے طریقۂ عمل ہوگیا ہے۔

خلافت الٰہیہ کے استحقاق کے لیے اللہ تعالیٰ نے صالحیت کی شرط عائد کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ. إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ (الانبیاء/۱۰۵-۱۰۶)

(اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔ بے شک اس میں پیام (یعنی پیام خوش خبری) ہے عبادت کرنے والی قوم کے لیے۔)

امام فراہی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''عبادت کرنے والی قوم'' یعنی وہ قوم جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابع دار ہو کیوں کہ تمام صلاح وتقویٰ کی جڑ جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابعداری ہی ہے، نافرمان شخص صرف اپنا ہی دشمن نہیں ہوتا بلکہ تمام خلق کا دشمن ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر صرف اپنا نفس ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام وقوانین کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس بات کو ذرا نہیں سوچتا ہے کہ اس کی بہبود درحقیقت سب کی بہبود سے وابستہ ہے۔ باقی رہے صالحین تو وہ زمین کے نمک ہیں۔ تمام عالم کی اصلاح وترقی انہی کے دم سے وابستہ ہے، وہ جو کچھ سوچتے اور کرتے ہیں تمام عالم کے لیے سوچتے اور کرتے ہیں اور صرف اپنے ابنائے

زمانہ ہی کے لیے نہیں کرتے بلکہ ان نسلوں کے لیے بھی کرتے ہیں جو ان کے بعد آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وراثت عالم اور خلافت الٰہیہ کے مستحق ہوتے ہیں۔[۱۳]

آج پوری دنیا عجیب اضطراب سے دوچار ہے، امن وسکون کا نام ونشان مٹ رہا ہے، کرپشن، خودغرضی، مفاد پرستی، ظلم وزیادتی کا دور دورہ ہے، یہاں تک کہ عالم اسلام بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔ درحقیقت یہ احوال عالمی اور بین الاقوامی سطح پر سیاسی ناکامی کی واضح دلیل ہے۔ عالم اسلام کے موجودہ احوال سے ہر کس و ناکس واقف ہے، یہ حالات ایک دن کا نتیجہ نہیں بلکہ صدیوں سے عالم اسلام میں حکمراں جماعت کی نااہلی اور اقتدار اعلیٰ کے تصور سے پردہ پوشی اور انجام معاد سے فراموشی کا نتیجہ ہے۔ ضرورت ہے کہ اقتدار اعلیٰ کے اس تصور کو عام کیا جائے جسے قرآن مجید نے پیش کیا ہے، یقیناً علامہ فراہی کا یہ رسالہ اس تصور کو سمجھنے کے لیے بہت حد تک معاون ہے۔

حواشی ومراجع

۱. حمیدالدین فراہی/مترجم: امین احسن اصلاحی، تفسیر نظام القرآن، دائرۂ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۹

۲. حوالہ مذکور، ص ۴۳۴

۳. عبدالحمید الفراہی، **فی ملکوت اللہ**، دائرۂ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء، ص ۳

۴. شذرات، ماہنامہ الاصلاح (مدیر مولانا امین احسن اصلاحی) فروری ۱۹۳۶ء، دائرۂ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، ص ۴

۵. فی ملکوت اللہ، ص ۲

۶. فی ملکوت اللہ، ص

۷. فی ملکوت اللہ، ص ج

۸. فی ملکوت اللہ، ص ۴

۹. فی ملکوت اللہ، ص ۷

۱۰. فی ملکوت اللہ، ص ۳۰-۳۱

۱۱. فی ملکوت اللہ، ص ۲۴

۱۲. فی ملکوت اللہ، ص ۲۴-۲۵

۱۳. تفسیر نظام القرآن، ص ۴۴۶-۴۴۷

☆☆☆